سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

سوانح و افکار



شورش کاشمیری

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

سوانح و افکار

مطبوعاتِ چٹان

۸۸ میکلوڈ روڈ ○ لاہور

علالت

پروفیسر کرنل ضیاء اللہ نے شاہ جی کا طبی معائنہ کرتے ہوئے کہا تھا حضرت اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدیوں کی عمر دے کر بھیجا تھا لیکن اپنی صحت سے آپ نے انصاف نہیں کیا اور جو کچھ یکایک پیش آگیا ہے اس "مجرمانہ" تغافل ہی کا نتیجہ ہے۔

شاہ جی نے ۱۸-۱۹۱۷ء میں تقریریں شروع کی تھیں لیکن اس وقت امرتسر میں ایک واعظ تھے۔ جونہی جلیانوالہ باغ (۱۹۱۹ء) کا حادثہ ہوا تو سیاسی زندگی میں داخل ہو گئے۔ پھر مرض الموت سے کچھ عرصہ پیشتر تک (۲۱ راگست ۱۹۶۱ء) ریل و جیل اور خطابت و سیاست میں لگے رہے۔ ایام قید، عیدین اور خاص تہواروں کے علاوہ کوئی دن ہوگا کہ آپ نے کسی شہر یا قصبہ میں خطاب نہ کیا ہو۔ عموماً طویل تقریر فرماتے اور جب تک اپنی بات لوگوں کے دل پر نقش نہ کر لیتے تقریر ختم نہ کرتے۔ ان کی بعض تقریریں دس دس گھنٹے بلکہ کئی ایک بیس بیس گھنٹے تک چلی گئیں لیکن کوئی سی تقریر بھی تین چار گھنٹے سے کم نہ ہوتی، ہر جلسہ کے آخر میں تقریر کرتے ان کی نوے فیصد تقریریں دوسرے مقرروں کے بعد رات بارہ بجے شروع ہوتیں اور اذان فجر تک چلتیں۔ جس شخص کو اس قسم کا سفر عنفوان شباب سے لے کر عمر کے آخر دور تک پیش آیا ہو اور زندگی بسر کرنے کے جو اصول ہوتے ہیں ان سے غفلت کی ہو اس کا ۷۰ سال کی عمر میں مرجانا کوئی سانحہ نہیں اس عمر تک زندہ رہنا معجزہ تھا۔

شاہ جی ہندوستان کی تقسیم کے برگ و بار سے اتنے ملول تھے کہ روز بروز ان کی صحت ڈھلتی گئی۔ اس کے بعد اپنے آپ کو کبھی صحت مند نہ پایا ——— ختم نبوتؐ کی تحریک ۱۹۵۳ء میں سکھر جیل میں تھے پہلی دفعہ معلوم ہوا ذیابیطس لگی ہوئی ہے۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۵۴ء کو نماز عشاء کے لئے وضو کر رہے تھے کہ انہیں اپنی انگلی پہ فالج کا اثر محسوس ہوا۔ فرمایا، میں کلمہ پڑھنے لگا اور انگلی پر لا نبی بعدی کا ورد کر کے پھونکتا رہا اللہ تعالیٰ نے فوراً شفا بخش دی۔

۲ر جنوری ۱۹۶۱ء کو فالج کا دوسرا لیکن شدید حملہ ہوا اس حملہ سے بے بس ہو گئے،

ان دنوں آپ کے معالج ملتان کے حکیم عطاء اللہ خان تھے پھر اسی سال ۱۶ مارچ کو حملہ اور شدید ہو گیا اس حملہ نے زبان اور گلے کو معطل کر دیا۔ عقیدت مندوں کو پریشانی ہوئی، بیماری شاہانہ، علاج فقیرانہ، فقر و فاقہ کہاں متحمل ہوتے؟ دوستوں نے مل ملا کے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ہسپتال کی جنرل وارڈ میں داخل کرا دیا۔ لاہور خبر پہنچی تو راقم نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے سیکرٹری مسٹر قدرت اللہ شہاب کے نام ذیل کا خط لکھا۔

۲۱ مارچ ۱۹۶۱ء

برادر مکرم،

سلام مسنون۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری عمر کی آخری منزل میں ہیں کئی عوارض نے انہیں گھیر رکھا ہے، کسی نہ کسی طرح نشتر ہسپتال ملتان میں داخلہ مل گیا ہے، ہم سب ڈاکٹروں کی خصوصی توجہ کے ممنون ہیں۔

چونکہ ایک پورے عہد پر شاہ جی کے احسانات ہیں اس لئے دستک دے رہا ہوں کہ اس متاع عظیم کو عمر کی اس ویرانی میں آپ بے توجہی کا شکار نہ ہونے دیں گے، اگر آنجہانی استعمار کی کوئی مصلحت مانع نہ ہو تو نشتر ہسپتال کی مجلس منتظمہ کو اس گرتی ہوئی تاریخی دیوار کی پشتیبانی کی ہدایت فرمائیں، والسلام۔

آپ کا مخلص

(شورش کاشمیری)

بشرف نظر،

جناب قدرت اللہ شہاب سی ایس پی،

سیکرٹری صدر مملکت پاکستان

پریذیڈنٹ ہاؤس، راولپنڈی

ادھر ہسپتال میں شاہ جی کے معالج پروفیسر ڈاکٹر عالمگیر تھے وہ میرے عزیز تھے، ایک

خط اسی روز انہیں بھی لکھا۔

۱۲ مارچ ۱۹۶۱ء

برادر مکرم،

سلام مسنون۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہمارے قافلہ گمشدہ کی متاع عظیم ہیں، آپ کے زیر علاج ہیں۔ مرحوم ماضی پر ان کے احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنی تمام مسیحائی ان پہ صرف کر دیں۔ یہ خط میں خورشیدہ (راقم کی اہلیہ) کے کہنے پر لکھ رہا ہوں وہ کہتی ہے کہ میرے ماموں ہمارے روحانی مرشد کا علاج اپنی صحت کی قربانی پر بھی کریں گے، والسلام

آپ کا مخلص

(شورش کاشمیری)

بشرفِ نظر،

پروفیسر ڈاکٹر محمد عالمگیر

نشتر میڈیکل کالج

ملتان۔

تیسرا خط اسی دن ملتان کے سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس میاں محمد عباس کو لکھا جن سے احقر کا تھوڑا بہت دوستانہ علاقہ تھا۔

۱۲ مارچ ۱۹۶۱ء

برادرم میاں صاحب،

سلام مسنون، اگر کوئی سرکاری مصلحت مانع نہ ہو تو از راہِ کرم نشتر ہسپتال میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی عیادت فی نفسہٖ فرمائیں۔ یہ آپ کا تاریخ کے ساتھ ایک دوستانہ تعلق ہوگا۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ میں آپ کو یہ خط صحیح لکھ رہا ہوں یا غلط؟ بہر حال دوستی کا تقاضا

اس راستہ کی سفارش بن گیا ہے ۔ والسلام

آپ کا مخلص

(شورش کاشمیری)

بشرفِ نظر،

میاں محمد عباس صاحب

ایس ایس پی ، ملتان

مسٹر قدرت اللہ شہاب نے اپنے خط بتاریخ ۲۹ مارچ ۱۹۶۱ء بحوالہ ڈی ۔ ۲۸۷۲ ۔

۱۹۶۱ء میں محولہ بالا خط کا جواب دیا۔

برادرم ، اسلام علیکم،

نوازش نامہ ملا۔ عرصہ سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی علالت کی خبریں آرہی تھیں ، جب یہ حالات صدر مملکت کے نوٹس میں لاتے گئے تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر شاہ صاحب منظور فرمائیں تو علاج کے لئے ان کی خدمت میں کوئی مناسب ماہانہ بھی پیش کیا جائے چنانچہ میں نے ایک آفیسر کو ملتان بھیجا اور شاہ صاحب کی منظوری حاصل کر کے ان کے نام ہدیتہً ماہانہ جاری[1] ہو چکا ہے۔

آپ کا خط آنے پر میں نے پرنسپل نشتر کالج کو آج ہی لکھ دیا ہے کہ وہ شاہ صاحب کے علاج پر خصوصی توجہ دیں۔ اور اس سلسلہ میں اگر کسی خاص مہنگے علاج کی ضرورت ہو تو اس سے گریز نہ کریں اور اخراجات کا بل ہمیں بھیج دیں۔

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے، والسلام

جناب آغا شورش کاشمیری	نیازمند
ایڈیٹر ہفتہ وار چٹان ، ۸۸ میکلوڈ روڈ ، لاہور	قدرت اللہ شہاب
	معتمد برائے صدر

لے شاہ جی نے نقد روپیہ وصول کرنے سے بشکریہ انکار کر دیا تھا۔

۳ر اپریل ۱۹۶۱ء کو لیفٹیننٹ کرنل اے ایف حسین ایڈمنسٹریٹر نشتر میڈیکل کالج وہسپتال نے مسٹر قدرت اللہ شہاب کو شاہ جی کے بارے میں ذیل کی رپورٹ بھیج دی۔

بحوالہ ۸-۱۰۵۱ این ایچ بتاریخ ۳ر اپریل ۱۹۶۱ء

شہاب صاحب نے اس کی نقل راقم کے نام بھجوادی۔ بحوالہ ۶۱-پریس ۳۲۶۱ڈی بتاریخ ۸ر اپریل ۱۹۶۱ء

Copy of D. O letter No. 5108/N. H. dated 3rd April, from Lt. Col. A. F. Hussain, Nishtar Medical College and Hospital, Multan to Mr. Q. U. Shahab, Secretary to the President.

Your letter No. 2159—Press/61 dated the 29th March, 1961, addressed to the Principal Nishtar Medical College, Multan, was received by the Chairman, Academic Council, Lt. Col. Najib Khan, on 1st April, 1961, and passed on to me for disposal today.

Syed Ata Ullah Shah Bokhari, was admitted into this Hospital on 20.3.1961. He is suffering from Diabetes, Thrombotic Phenomenon and Senility. He is under the treatment of Dr. Mohammad Alamgir Khan, M.R.C.P., Professor Clinical Medicine. He is accommodated in a separate room in the ward and given all possible facilities to make him as such comfortable as possible. No special treatment likely to involve any special expenditure would be necessary. I can assure you that every thing possible is already being done and he will "INSHA ALLAH" be looked after in the best possible manner. He is already making some progress.

Regards ———

PRESIDENT'S SECRETARIAT (PUBLIC)

No. D, 3261-Press/61 Dated 8.4.61

Copy with compliments to Shorish Kashmiri Sahib, Editor Chatan, Lahore.

Sd/ (Q. U. Shahab)

8th April, 1961. Secretary to the President

ترجمہ: آپ کا خط بحوالہ ۲۱۵۹-پریس ۶۱ بتاریخ ۲۹ر مارچ بنام پرنسپل نشتر میڈیکل کالج ملتان اکیڈمک کونسل کے چیئرمین لیفٹیننٹ کرنل نجیب اللہ خان کو یکم اپریل کے دن موصول ہوا جو مجھے کارروائی کے لئے دیا گیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس ہسپتال میں ۲۰ مارچ کو داخل کئے گئے وہ ذیابیطس Thrombotic Phenomenon اور Senility کے امراض کا شکار ہیں، پروفیسر ڈاکٹر محمد عالمگیر خان ایم آر سی پی کے زیر علاج ہیں۔

انھیں وارڈ کے ایک کمرہ میں علیحدہ رکھا گیا اور ممکنہ حد تک آرام و راحت کی تمام سہولتیں دی گئی ہیں۔ کسی خاص علاج کے لئے خاص اخراجات کی ضرورت نہیں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ علاج کے لئے ممکنہ حد تک توجہ دی گئی ہے اور آئندہ بھی انشاءاللہ کوئی سی کمی نہ ہوگی، وہ کسی قدر روبصحت ہو رہے ہیں۔ احترامات

چونکہ شاہ جی کا مزاج انگریزی ادویات کے مطابق نہ تھا، ادھر اہلِ خانہ بھی یہی چاہتے تھے، اس لئے ہسپتال میں ایک ڈیڑھ ماہ گزار کے گھر آ گئے لیکن چند دنوں بعد حملہ شدید سے شدید ہو گیا۔ لاہور سلطان فونڈری کے مالکان (مولوی محمد اکرم و مولوی محمد اسلم) ملتان گئے اور وہاں سے اٹھا کر لاہور لے آئے۔ وہ شاہ صاحب کے عقیدت مند تھے یہاں اپنے بنگلے واقع ماڈل ٹاؤن بی بلاک کوٹھی نمبر ۶۷ میں رکھا۔ کرنل ضیاء اللہ اور ڈاکٹر محمد یوسف کا علاج ہونے لگا۔ ان کے علاوہ حکیم محمد حسن قرشی، حکیم نیر واسطی، حکیم نبی احمد سوید اوغیرہ سے بھی معائنہ کرایا لیکن ؏

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

۲۷ یا ۲۸ جولائی ۱۹۶۱ء کو اعزہ لاہور سے واپس ملتان لے گئے لیکن شاہ جی اتنے بوڑھے ہو چلے اور مرض اتنا جوان ہو گیا تھا کہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کے مصداق ہو گئے۔

وفات

آخر ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو چھ بجکر ۵۵ منٹ پر سناؤنی آگئی کلمہ طیبہ پڑھا اور اردو زبان کا یہ سب سے بڑا خطیب جس نے ایک تہائی صدی تک سیاسی قبرستانوں اور شعلہ بجانوں ... دو ۔۔۔ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

میں اذانیں دی تھیں، خالقِ حقیقی سے جا ملا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ریڈیو نے ملک بھر میں خبر پھیلا دی، پاکستان کے کونے کونے سے لوگ ملتان میں جمع ہونے لگے، ۲۲ اگست کی سہ پہر تک تقریباً ۲۵ ہزار افراد مختلف شہروں سے ملتان میں وارد ہو گئے۔

جنازہ

کوئی ساڑھے تین بجے بعد نماز ظہر جنازہ اُٹھایا گیا، اس وقت ٹبی شیر خان جہاں شاہ جی رہتے تھے کی تمام سڑکیں، میدان، گلیاں، مکان اور چھتیں لوگوں سے اٹی ہوئی تھیں، جنازہ کے چاروں طرف آٹھ بانس لگا دیئے گئے ـــــ ہر شخص کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ایک میل لمبا جنازہ کا جلوس تھا اور کوئی دو لاکھ آدمی شریک تھے، شاہ جی کے فرزند اکبر سید ابوذر بخاری نے ساڑھے چار یا پانچ بجے شام نماز جنازہ پڑھائی، حکام ضلع کے علاوہ اکابر شہر اور قرب وجوار کے علماء وصوفیا بھی جنازہ میں شریک تھے۔ کوئی ساڑھے چھ بجے شام انسانی عظمتوں اور شرافتوں کا یہ پیکر باغ لنگے خان کے نزدیک جلال باقری کے مشہور قبرستان میں ابدی نیند سو گیا۔ اس وقت لوگوں کے صدمے اور رقت کا یہ حال تھا کہ دُور دُور تک آنسوؤں کا سیل اور چیخوں کا طوفان اُمڈا ہوا تھا۔

مسٹر بی اے قریشی کمشنر ملتان نے ملک امیر محمد خان کالا باغ کی ہدایت پر ملتان کے تاریخی قلعہ میں دفن کرنے کی پیشکش کی بلکہ اصرار کیا لیکن شاہ جی کے فرزندان ارجمند نے اس عذر پر انکار کر دیا کہ وہ اپنے باپ کو مسلمانوں سے الگ کسی امتیازی جگہ میں دفن کرنے کی خواہش نہیں رکھتے۔

تعزیت

شاہ جی کی رحلت پر میرزائیوں کے سوا پورا ملک سوگوار تھا۔ اسی رات قاسم باغ میں فقید المثال تعزیتی جلسہ ہوا جس میں مولانا محمد علی جالندھری، ماسٹر تاج الدین انصاری